قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعرات 19 نومبر 2020ء | 03 ربیع الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:274

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

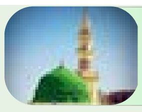

### شیطان گرہیں لگاتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان گردن کے پیچھے تین گرہیں دیتا ہے۔ ہر گرہ مضبوطی سے لگاتا ہے۔ (کہتا ہے:) ابھی تیرے لئے بڑی رات ہے، سوئے رہو۔ پھر اگر وہ جاگ پڑے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ وضو کرلے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ پھر تو وہ صبح کو تازہ دم خوش مزاج ہوتا ہے۔ ورنہ سُست بدمزاج رہے گا۔ (بخاری کتاب التہجد)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

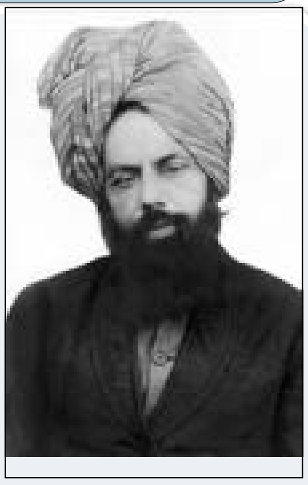

### آسمانی بادشاہت زمین پر بھی قائم ہے

’’جیسے آسمان پر ہر یک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اُس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی۔ ... ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدّ و جزر خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو سو ہوگیا سو ہدایت اور ضلالت کا دور بھی دن رات کے دور کی طرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود باوجود اس کے ہر ایک چیز اس کی آواز سنتی ہے اور اس کی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے؟ اس کا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اُس میں خدا کی بادشاہت نہیں آئی اس لئے حکومت نہ ہونے کی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہوسکی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے وہ تو صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ کوئی چور، خونی، زانی، کافر، فاسق، سرکش، جرائم پیشہ، کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جب تک کہ آسمان پر سے اُس کو اختیار نہ دیا جائے۔ پس کیونکر کہا جائے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں کیا کوئی مخالف قبضہ زمین پر خدا کے احکام کے جاری ہونے سے مزاحم ہے سبحان اللہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ خدا نے خود آسمان پر فرشتوں کے لئے جدا قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لئے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ اُن کی فطرت میں ہی اطاعت کا مادہ رکھ دیا ہے وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے اور سہو ونسیان اُن پر وارد نہیں ہوسکتا لیکن انسانی فطرت کو قبول عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ یہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضاو قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاء وقدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے اُن کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہوسکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار اُن کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔‘‘

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 33تا34)

## ارشادِ باری تعالیٰ

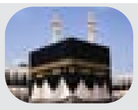

وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجّد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کردے۔

(بنی اسرائیل :80)

## فرمان خلیفہ وقت

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیۡلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا

(المزمّل :7)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ رات کا اٹھنا یقینا نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔

یہ وہ قرآنی حکم ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپؐ نے اس کا حق ادا کر دیا بلکہ دعویٰ سے پہلے بھی، نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی تلاش میں اسی طرح اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اپنی راتوں کو آرام میں یا کسی شوق میں گزارنے کی بجائے عبادتوں میں گزارتے تھے۔ راتوں کی عبادت جب رات گہری ہو، ہر طرف خاموشی ہو، بندے اور خدا کے درمیان کسی قسم کی روک ڈالنے والی چیز نہ ہو، بندے اور اللہ کے درمیان راز و نیاز میں کوئی چیز روک نہ بنے، اس وقت جو اللہ کی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں وہ یقینا اللہ کا قرب پانے والے اور اس کا پیار حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خالصتاً اللہ کے قرب کے لئے یہ عبادت بجالا رہے ہوتے ہیں۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس طرح رات کو اٹھنا اپنے نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے برابر ہے۔ بلکہ یہ شیطان کو ختم کرنے اور اپنے نفس پر قابو پانے کا ایسا زبردست حربہ ہے کہ اس کا مقابلہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اس وقت کے عہد و پیمان اتنے پکّے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ ان کو توڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ شیطان کی ملونی اس میں ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بننے اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں کہ رات کو اٹھ کر عبادت کی جائے۔ اور یہ عبادت کے اعلیٰ معیار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑھ کر حاصل کئے۔ بلکہ آپؐ کی قوت قدسی نے صحابہ میں اور امت میں بھی راتوں کو عبادت کے لئے اٹھنے والے پیدا کئے۔

(خطبہ جمعہ 18/ فروری 2005ء)

## اس شمارہ میں

- گرائی جائیں گی اس بار سب نفرت کی دیواریں (منظوم)
- تعارف سورۃ فاطر
- سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی
- حضرت چوہدری عبدالعزیز بھٹی صاحب رضی اللہ عنہ

## دربارِ خلافت

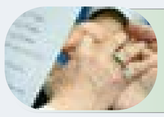

# ’’تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں‘‘۔(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُن کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب اپنے تئیں دُور کر لئے جاتے ہیں۔ پس جیسا کہ پہلے بھی قرآنی تعلیم کی روشنی میں بیان کرتا آیا ہوں کہ جو بھی عمل اللہ تعالیٰ کی رضا سے دُور لے جانے والا ہے وہ ایمان سے دُور لے جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم میں بے شمار جگہ جو مومن کی تعریف اور مومنین کے لئے جو احکامات ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو کھول کر پیش فرمایا ہے اور اپنی جماعت کے افراد کو اس معیار پر دیکھنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے جس سے ایمان کے اعلیٰ معیار حاصل ہوں اور ہم میں سے ہر ایک پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اُس سلوک سے حصہ لینے والا بنے جو اللہ تعالیٰ ایک مومن سے فرماتا ہے۔ پس اس سلوک کا حامل بننے کے لئے تقویٰ کی راہوں کی تلاش کرنی ہو گی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ’’مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جو تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں‘‘۔ اور تقویٰ کی باریک راہوں کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:’’انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سَر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 210-209)

آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ’’تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں‘‘۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے‘‘ یعنی اللہ کا خوف ہر عمل سے پہلے اس کی موجودگی کا احساس دلائے۔ یہ بیج تمہارے دل میں پیدا ہونا چاہئے اور کسی کام کو سرانجام دینے سے پہلے یہ احساس اور یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، یہ احساس ہر وقت دل میں موجود رہے۔ انتہائی عاجزی سے اور ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گزارنا۔ یہ حالت ایسی ہے کہ جس کی مثال بیج سے دی جا سکتی ہے اور پھر جب یہ خشوع پیدا ہو جائے اور تمام لغو باتوں کو انسان ترک کر دے تو پھر انسان کے دل کی زمین جو ہے اس پر ایمان کا نرم نرم سبزہ نکلتا ہے، وہ بیج پھوٹتا ہے، اس کھیت میں ہریالی نظر آنے لگتی ہے۔ اور یہ نرم سبزہ ایسا ہوتا ہے کہ بہت نازک ہوتا ہے۔ ایک بچے کے پاؤں کے نیچے بھی آجائے تو کچلا جاتا ہے۔ پس اس بات پر راضی نہیں ہو جانا چاہئے کہ میرے اندر بہت خشوع پیدا ہو گیا ہے۔ مَیں نے اس وجہ سے لغویات کو بھی ترک کر دیا ہے یا اس کے ترک کرنے کی طرف کافی ترقی کر لی ہے بلکہ اس نرم پودے کی حفاظت کے لئے بہت سے مراحل ابھی باقی ہیں۔ آپؑ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایمان کی مضبوطی کے لئے پھر اپنے محبوب مال میں سے قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ اس کی ضرورت ہے۔ جب یہ مالی قربانی ہو تو پھر ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں۔ اس کی شاخیں پھوٹ پڑتی ہیں جو اس میں کسی قدر مضبوطی پیدا کرتی ہیں۔ پھر ان ٹہنیوں کو مزید مضبوط کرنے کے لئے شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ قدم قدم پر شیطان نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ جو مختلف طریقوں سے نفس کو بھڑکا کر بُرائیوں کی طرف مائل کرتا ہے اور نیکیوں سے روکنے کی کوشش کر رہا ہے ہر جگہ اس سے بچنا ہر مومن کا کام ہے۔ بُرائیوں سے بچنا اور نیکیوں کو اختیار کرنا، شیطان کے دھوکے میں نہ آنا اور جب یہ صورت پیدا ہو گی تو فرمایا پھر ان ٹہنیوں میں خوب مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر اس پودے کو جو ٹہنیوں کی حد تک مضبوط ہو گیا، لیکن ابھی مضبوط تنے پر کھڑا ہونا باقی ہے، اس کو مضبوط تنے پر کھڑا کرنے کے لئے اپنے وہ تمام عہد جو تم نے خدا سے اور خدا کی خاطر اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے کئے ہیں ان کی حفاظت کرو، اپنی تمام امانتوں کی حفاظت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات امانتیں ہیں ان کی حفاظت کرنا، ان کو موقع محل کے مطابق بجالانا ضروری ہے اور یہ امانتیں ایمان کی شاخیں ہیں۔ پس یہ تمام چیزیں پھر ایمان کے درخت کو مضبوط تنے پر کھڑا کر

بقیہ صفحہ 3 پر

# گرائی جائیں گی اس بار سب نفرت کی دیواریں

چلے گی جب ہوائے فصلِ گُل سرشار گلیوں میں
کھلیں گے پھول، مہکیں گے درودیوار گلیوں میں

فضائے شہر ہو گی پھر گُل و گُلزار گلیوں میں
گلاب آنکھوں میں لے کر جب پھریں گے یار گلیوں میں

گرائی جائیں گی اس بار سب نفرت کی دیواریں
نہ میری جیت گلیوں میں نہ تیری ہار گلیوں میں

بہت تھا زُعم زور و زر خمارِ آگہی جن کو
انہی کا ٹوٹ کر بکھرا بُتِ پندار گلیوں میں

ابھی تک شہر کے دیوار و بام و در نہیں بھولے
مرا اقرار گلیوں میں، ترا انکار گلیوں میں

عزیز از جان و دل جو آبروئے عشق رکھتے ہیں
اُٹھا کر آ گئے کاندھوں پہ اپنے دار گلیوں میں

لہو دے کر بڑھا دی لو چراغِ حُسن کی ہم نے
تہِ تلوار گلیوں میں ، کبھی سنگسار گلیوں میں

ہماری فتح و عظمت کا نقارہ بج اُٹھے گا جب
سُنیں گے ہم عدو کا شورِ حالِ زار گلیوں

(فضل الرحمن)

مرسلہ: مترجم: وقار احمد بھٹی

# تعارف سورۃ فاطر (35ویں سورۃ)

## (مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 46 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

### وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ، ممکنہ طور پر اپنی سابقہ سورت (سبا) کے نزول کے وقت ہی، مکہ میں نازل ہوئی۔ سابقہ سورت (سبا) میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیلیوں کی طرح ان کو بھی دولت، طاقت، ترقی اور شان و شوکت نصیب ہو گی اور اگر ان شان و شوکت کے دنوں میں وہ خدا کے احسانات کو فراموش کر دیں گے اور اپنے تئیں آرام اور آسائش کی زندگی پسند کریں گے تو وہ خدا کے غضب کا نشانہ بنیں گے۔ جیسا کہ ان سے پہلے بنی اسرائیل بن چکے ہیں۔ موجودہ سورت میں مسلمانوں سے شان و شوکت اور عالی مرتبت کا وعدہ اس شرط پر کیا گیا ہے کہ قرآنی احکامات پر عمل پیرا ہوں گے۔

### مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا آغاز اس بیان سے ہوا ہے کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس بیان کا مقصد یہ ہے کہ پوری کائنات کا خالق ہونے کی وجہ سے خدا نے نہ صرف انسان کی مادی ضروریات مہیا کی ہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی ضروریات کا بھی خیال رکھا ہے۔ اور یہ کہ اس مقصد کے لیے خدا نے فرشتوں کو پیدا فرمایا ہے جن کے واسطے سے وہ دنیاوی نظام کنٹرول کرتا ہے اور انہی کے ذریعہ (الہام سے) انسان تک اپنے احکام پہنچاتا ہے۔ یہ سورت مزید بتاتی ہے کہ تخلیقِ انسان سے خدا، نبیوں کو بھیج رہا ہے تا کہ وہ اس کے احکام لوگوں تک پہنچائیں اور یہ کہ اب اس نے اپنے رحم کے ذریعے قرآن کریم نازل کر کے بنی نوع انسان پر احسان عظیم کیا ہے۔

اس خدائی رحم (قرآن) کے انسان کو دئے جانے کے بعد اسے متنبہ کیا گیا ہے کہ اس (قرآن) کا انکار ہرگز نہ کرے۔ کیونکہ اس کے بہت بھیانک نتائج نکلیں گے۔ اس سورت میں آگے چل کر انسان کی غیر معمولی پیدائش کے ذکر سے یہ اخلاقی سبق سکھایا گیا ہے کہ اسلام ایک معمولی آغاز سے شروع ہو کر ایک مضبوط تنظیم کی شکل اختیار کر لے گا۔

بعد ازاں اسلامی تعلیمات کو ایسے میٹھے سمندر کے پانی سے تشبیہ دی گئی ہے جو انسان کی روحانی پیاس کو بجھاتا ہے۔ پھر یہ بتاتی ہے کہ اسلام کوئی نیا فلسفہ نہیں ہے۔ روشنی اور ظلمت کے ادوار ہمیشہ سے آتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ وحی و الہام کے لمبے التواء کے بعد اسلام کا سورج ظلمت کو بھگانے کے لیے طلوع ہوا ہے اور خدا نے ارادہ کیا ہے کہ اس کی تعلیمات کے ذریعہ ایک نیا آسمان اور نئی زمین پیدا فرمائے۔

اس قرآن کے ذریعہ سے خدا اندھوں کو آنکھیں عطا فرمائے گا، بہروں کو کان اور (روحانی) مردے نئی زندگی پائیں گے مگر وہ لوگ جو جان بوجھ کر اپنے دلوں کے دروازے اس پاک تعلیم کے لئے بند کر لیں گے وہ خود اپنے تئیں روحانی موت کا سامان کریں گے۔ پھر یہ سورت مادی دنیا کے مطالعہ پر زور دیتی ہے جو روحانی دنیا کے سمجھنے کے لیے خوب مطابقت رکھتی ہے۔ جب بارش ایک خشک اور بنجر زمین پر گرتی ہے اور وہ روئیدگی اگانے لگتی ہے اور نئی زندگی کا احساس نمایاں ہو جاتا ہے اور فصلیں پھول اور پھل جو مختلف رنگ، ذائقے اور نوعیت کے ہوتے ہیں، پیدا کرتی ہے۔ وہ بارش کا پانی جو نیچے گرتا ہے وہ ایک ہی ہوتا ہے مگر اس کے ذریعہ مختلف طرح کی فصلیں اور پھل اگتے ہیں۔ اسی طرح روحانی بارش کا پانی مختلف مزاجوں کے انسانوں پر مختلف اثرات مترتب کرتا ہے۔ ایک طرف تو وہ نہایت متقی وجود پیدا کرتا ہے جو خدا کا خوف رکھنے والے ہوتے ہیں، دوسری طرف ایک طبقہ ہوتا ہے جو ظلم اور شرارت اور شرارتی بن کر ابھرتا ہے اور حق کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔

یہ رزمِ حق و باطل مخلص لوگوں اور بدی کی طاقت کے مابین جاری رہتی ہے جس کا ایک ناگزیر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حق کو باطل پر کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ اپنے اختتام پر یہ سورت مشرکوں کو ان کے غیر مستحکم مقام کی طرف توجہ دلاتی ہے اور انہیں متنبہ کرتی ہے کہ باوجود جھوٹے ہونے کے اور لغو عقائد اور لغو حرکتوں سے باز نہ آئے تو خدائی سزا انہیں پکڑ لے گی اگرچہ خدا سزا دینے میں دھیما ہے اور گناہ گاروں کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ ان کا مخالفانہ رویہ خدا کے رحم کا دروازہ خود اپنے اوپر بند کر لے۔

---

### آج کی دعا

اللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الكَسَلِ وَالهَرَمِ، وَالمَأْثَمِ وَالمَغْرَمِ، وَمِنْ فِتْنَةِ القَبْرِ، وَعَذَابِ القَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الغِنَى، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰھُمَّ اغْسِلْ عَنِّی خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِی مِنَ الخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِی وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ من المأثم و المغرم حدیث نمبر ٦٣٦٨)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے سستی، بڑھاپے، گناہوں، چٹی اور فتنہ قبر اور عذابِ قبر، آگ کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ تُو مجھے دولت کے فتنے کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے۔ مَیں تجھ سے غربت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ تو میری خطائیں برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے۔ اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو تو میل سے صاف کر دیتا ہے۔ اور تو میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب میں دوری پیدا فرمائی ہے۔

یہ پیارے رسولِ کریم ﷺ کی حصولِ خیر اور رحمت و مغفرت کی دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ ستمبر 2010ء میں جماعت کو اس دعا کے پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

---

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

دیتی ہیں اور تنا ان کو خوراک مہیا کرتا ہے۔

ایمانی عہدوں کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایمانی عہدوں سے مراد وہ عہد ہیں جن کا انسان بیعت کرتے وقت اور ایمان لاتے وقت اقرار کرتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جن شرائط پر ہم نے بیعت کی ہے وہ ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئیں اور جب اس عہد کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ اس کا خلاصہ (جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بیان کیا تھا) خدا کی توحید کا قیام، آنحضرت ﷺ کی مکمل پیروی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام فیصلوں پر حکم اور عدل ماننا ہے، مخلوق کے حقوق ادا کرنا، خلافتِ احمدیہ کی اطاعت کرنا تو پھر یہ ایمان کا درخت مضبوط تنے پر قائم ہو جائے گا اس کی جڑیں مضبوط ہوں گی اور جب یہ صورت پیدا ہو گی تو پھر ایک مومن کا فعل خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ شیطان سے بچانے اور اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے کے سامان پیدا فرماتا رہے گا۔ کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک دنیاوی دوست اپنے دوست کے لئے کوشش کر کے اس کے فائدے کے سامان کرے اور خدا تعالیٰ جو سب دوستوں سے زیادہ وفا کرنے والا ہے وہ اپنے دوست کو، ایک مومن کو، باوجود اس کے چاہنے کے (کہ خدا تعالیٰ اسے ایمان میں مضبوط رکھے اور شیطان سے اسے بچا کر رکھے، اس کے حملوں سے محفوظ رکھے) یوں اندھیروں میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کبھی بھی نہیں ہو گا۔ اگر تم میری طرف بڑھ رہے ہو اور ایمان کی مضبوطی کی کوششیں کر رہے ہو تو میرا اقرب حاصل کرنے والے ہو گے۔ (خطبہ جمعہ 17/ اگست 2007ء)

تبرکات حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

# سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی

## قسط نمبر 1-2

چونکہ نوے فیصدی احمدی بچے انگریزی اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ جہاں ہندوستان اور انگلستان کی تاریخ تو پڑھائی جاتی ہے مگر ہندوستان سے باہر کی اسلامی تاریخ کا کوئی کورس نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے باوجود مسلمان اور پھر احمدی ہونے کے ہمارے بچوں کو اپنے سید ومولا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کا بالکل علم نہیں ہوتا۔ اس نقص کو دور کرنے کے لئے میں اخبار ''الفضل'' میں ایک سلسلہ مضامین شروع کرنے کی خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں جس سے انشاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے ولادت سے وفات تک ضروری ضروری مختصر حالات احمدی بچوں کو معلوم ہو سکیں گے۔ میں ہر احمدی خاندان سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو یہ سلسلۂ مضامین اچھی طرح پڑھائیں گے اور ان سے وقتاً فوقتاً امتحان لے کر اطمینان کرتے رہیں گے کہ ان کے بچوں کو حضور علیہ السلام کے حالات اچھی طرح یاد ہو گئے ہیں۔

## حضور علیہ السلام کے حالات کا مختصر نقشہ

ذیل میں اس مضمون کی پہلی قسط پیش کی جاتی ہے۔

دنیا کے سب سے بڑے برّاعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں عرب نام ایک جزیرہ نما ہے۔ یہ ملک گیارہ لاکھ مربع میل ہے۔ اس کا ایک صوبہ جو اس ملک کے مغربی حصہ میں بحر قلزم کے کنارے کنارے آباد ہے حجاز کے نام سے موسوم ہے۔ اس صوبہ کا دارالحکومت مکہ نام ایک شہر ہے۔ اس شہر میں 20 اپریل 570عیسوی مطابق 12 ربیع الاوّل عام الفیل کے سال ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نسب نامہ یہ ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔

اور والدہ کی طرف سے شجرہ نسب یوں ہے۔

محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرۃ بن کلاب۔

اس لڑکے کے والد اس کی پیدائش سے دو ماہ قبل فوت ہو چکے تھے۔ اس لڑکے کے والد مکہ کے اور والدہ مدینہ کی جو کہ حجاز ہی کا ایک شہر ہے اور مکہ سے پونے تین سو میل جانب شمال ہے رہنے والے تھے۔ اس لڑکے کی پیدائش ایران کے مشہور عادل بادشاہ نوشیرواں کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ یہ لڑکا بڑا ہو کر خدا کا نبی ہوا اور ہم نے اسے قبول کیا اور وہ ہمارا سردار کہلایا۔ آئندہ ہم اپنے اس سردار کو حضور یا حضور علیہ السلام کہہ کر پکاریں گے۔ حضور کے دادا عبدالمطلب نے حضور کا نام محمد رکھا۔ یعنی وہ شخص جس کی بہت تعریف کی گئی ہو۔ حضور نے چند روز اپنی والدہ کا دودھ پیا۔ پھر اپنے چچا ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا۔ پھر حلیمہ نام ایک عورت جو بنوسعد قبیلہ کی تھی آپ کی دودھ پلائی مقرر ہوئی اور وہ آپ کو اپنے ہمراہ اپنے قبیلہ میں لے گئی۔ دو سال کے بعد حلیمہ حضور کو واپس مکہ میں لائی اور حضور کی والدہ کی اجازت سے پھر آپ کو اپنے قبیلہ میں لے گئی اور چار سال تک حضور حلیمہ سعدیہ کے گھر میں رہے۔ حلیمہ کا عبداللہ نام لڑکا حضور کا دودھ بھائی تھا۔ جب تک حضور حلیمہ کے گھر رہے حلیمہ کا گھر برکتوں سے بھرا ہوا تھا۔ چار سال کی عمر سے چھ سال تک حضور اپنی والدہ کے پاس رہے۔ چھٹے سال وہ آپ کو لے کر مدینہ میں جو اُن کا میکہ تھا گئیں۔ وہاں سے واپسی پر وہ ابواء مقام پر فوت ہو کر وہاں ہی دفن ہوئیں۔ اس سفر میں ام ایمن نام حضور کے والد کی ایک لونڈی ہمراہ تھی۔ حضور کی والدہ کی وفات پر یہ لونڈی حضور کو مکہ میں واپس لائی اور حضور اپنے دادا کی زیر نگرانی پرورش پانے لگے۔ حضور آٹھ برس کے تھے کہ حضور کے دادا عبدالمطلب جو مکہ کے سب سے بڑے رئیس تھے فوت ہو گئے۔ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے یعنی حضور کے گیارہ چچا تھے۔ دادا کی وفات کے بعد حضور کی پرورش حضور کے چچا ابو طالب نے جو حضرت علیؓ کے والد تھے شروع کی۔ نو سال کی عمر میں حضور اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ ملک شام میں گئے۔ جہاں ابو طالب تجارت کرنے کے لئے ایک قافلہ میں شامل ہو کر جا رہے تھے۔ حضور نے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا اور نہ حضور نے حساب کی تعلیم پائی۔ لیکن ہمیں پڑھنا لکھنا اور حساب کا علم ضرور سیکھنا چاہئے کیونکہ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء:114) کہہ کر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اے نبی! ہم نے خود تجھے تمام علوم سکھا دیئے۔ پس حضور کو لکھنے پڑھنے اور حساب سیکھنے کے بغیر ساری مفید اور ضروری معلومات حاصل ہو گئیں اور یہ حضور کی خصوصیت ہے کہ حضور کو پڑھنے کے بغیر ساری باتیں معلوم ہو گئیں مگر ہمارے ساتھ خدا کا یہ دستور نہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم لکھنے پڑھنے کے ذریعہ کتابوں سے ضروری علوم حاصل کریں۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام نے فرمایا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجہ کتاب مقدمہ باب فضل العلماء) یعنی علم پڑھنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔ (روزنامہ الفضل قادیان 18مارچ 1939)

حضور بیس برس کے تھے کہ حَربُ الفِجار نام لڑائی میں شریک ہوئے مگر حضور لڑے نہیں بلکہ اپنے چچاؤں کو تیر پکڑاتے تھے۔ یہ لڑائی قریش اور ان کے حلیفوں اور قیس اور اس کے حلیفوں کے درمیان نخلہ نام مقام پر جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے ہوئی تھی۔ قریب تھا کہ قیس کو شکست ہو جاتی مگر آپس میں صلح ہو گئی۔ جب حضور پچیس سال کے قریب ہوئے تو حضور کی امانت و دیانت دیکھ کر خدیجہ بنت خویلد نے جو قبیلہ بنی اسد کی ایک مالدار معزز بیوہ تھیں۔ اپنا تجارتی مال دے کر اور اپنے غلام میسرہ کو حضور کے ہمراہ کر کے حضور کو ملک شام کی طرف بھیجا۔ اس سفر میں حضور کی برکت سے بڑا نفع

ہوا۔ جب حضور واپس آئے تو حضور کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی اور حضور کی پچیس سال کی تھی۔ مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے قاسم، طاہر اور طیب نام تین صاحبزادے اور زینب، رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ نام چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ قاسم کی وجہ سے حضور کی کنیت ابو القاسم تھی۔ جب حضور 35 سال کے ہوئے تو خانہ کعبہ کی عمارت کو بسبب گر جانے کے قریش دوبارہ بنانے لگے۔ جب حجر اسود رکھنے کا موقع آیا تو قریب تھا کہ قبائل آپس میں لڑ پڑیں کیونکہ کوئی قبیلہ نہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اٹھا کر دیوار میں اس کی جگہ رکھنے کا شرف کسی اور قبیلہ کو مل جائے۔ اس پر کئی روز تعمیر کے بند رہنے کے بعد یہ تجویز ہوا کہ جو شخص اس وقت سب سے پہلے یہاں آئے اس کا فیصلہ منظور کیا جائے۔ خدا کی قدرت کہ سب سے پہلے حضور تشریف لائے۔ جس پر سب لوگ پکار اٹھے کہ امین! امین! یعنی یہ شخص جو فیصلہ بھی کرے گا وہ امانت و دیانت پر مبنی ہو گا۔ حضور نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر حجر اسود رکھا اور پھر تمام قبیلوں کے سرداروں نے چاروں طرف سے اس چادر کو پکڑا اور جس جگہ وہ پتھر رکھا جانا تھا اٹھا کر لائے۔ پھر حضور نے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اس طرح حضور کے حسنِ تدبر سے اللہ تعالیٰ نے لڑائی کی وہ آگ جو بھڑک کر تمام ملک کے امن کو تہ و بالا کرنے والی تھی بجھا دی۔ پھر جب حضور چالیس برس کے قریب پہنچنے لگے تو حضور کے دل میں لوگوں سے الگ رہنے کی خواہش روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ اس لئے حضور پانی اور کھجوریں لے کر مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر حراء نام غار میں جا کر کئی کئی روز رہتے اور جب توشہ ختم ہو جاتا تو پھر پانی اور کھجوریں لینے کے لئے واپس گھر تشریف لے آتے۔ انہی ایام میں سچی خوابوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ پھر جب حضور پورے چالیس برس کے ہوئے تو ایک روز جبریل فرشتہ انسانی شکل میں حضور کے پاس آیا اور کہا کہ اِقْرَأْ یعنی پڑھ۔ آپ نے کہا کہ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ یعنی میں پڑھ نہیں سکتا یا یہ کہ میں نہیں پڑھتا۔ اس پر اس فرشتہ نے حضور کو اپنے سینہ سے لگا کر زور سے بھینچا۔ پھر چھوڑ کر کہا کہ اِقْرَأْ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ فرشتہ نے پھر

بقیہ صفحہ 6 پر

مرسلہ: غلام مصباح بلوچ

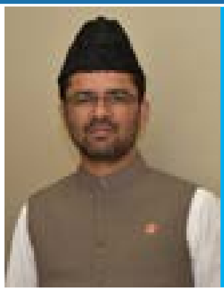

# حضرت چودھری عبدالعزیز بھٹی صاحب رضی اللہ عنہ

## گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

حضرت چودھری عبدالعزیز بھٹی صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم نور محمد بھٹی صاحب اصل میں موضع رام داس ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے لیکن بعد ازاں کاروبار کے سلسلے میں تقسیم ملک سے قبل ہی گوجرہ منڈی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ آپ 1906ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ گوجرہ منڈی میں آڑہت کا کاروبار کرتے تھے۔ آپ گوجرہ جماعت کے پریذیڈنٹ بھی رہے۔ آپ نے 24/ دسمبر 1979ء کو قریباً 100 سو سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 5470) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ (وصیت نامہ الفضل 10/ نومبر 1939ء صفحہ 6)

آپ بیان کرتے ہیں:

میرا اصل وطن قصبہ رام داس ضلع امرتسر ہے۔ 1897ء میں ملازم سرکار ہوا۔ 1914ء تک پٹواری رہا۔ 1914ء میں ملازمت چھوڑ کر آڑہت کی دکان قصبہ گوجرہ میں جاری کی جو تاحال خدا کے فضل سے اچھی طرح پر چل رہی ہے۔

1311ھ میں جب سورج گرہن کا واقعہ ہوا، اس وقت یہ خاکسار چودہ پندرہ سال کی عمر میں تھا اور سکول میں تعلیم پا رہا تھا۔ سورج گرہن کے نفل ادا کرنے کے واسطے جب مسجد میں آیا (کیونکہ بچپن میں اس خاکسار کو نماز پڑھنے کا بڑا شوق تھا) تو ایک شخص شیخ دین محمد نامی نے بعد پڑھانے نفل ہائے کے وعظ فرمایا کہ اب امام مہدی بہت جلد ظاہر ہو جائیں گے۔ ماہ رمضان میں سورج گرہن، چاند گرہن ہو گیا ہے جو کہ ان کے ظہور کی علامت ہے۔ یہ بات خاکسار کے دماغ میں اس طرح بیٹھ گئی کہ آج بھی وہ نظارہ بدستور میری نظروں کے سامنے آ رہا ہے۔ بعد ازاں تعلیم حاصل کرتا رہا۔ 1897ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر میں ملازم ہو گیا۔ چونکہ سرکاری ملازمت میں انسان عام طور پر تکبر و طمع کا پتلا بن جاتا ہے اس واسطے اس زمانہ میں مَیں نماز سے بالکل غافل رہا۔ 1902ء میں میری تعیناتی موضع بہلولپور میں ہوئی۔ وہاں کے نمبردار چوہدری عبداللہ خانصاحب تھے۔ ان کی صحبت کی وجہ سے پہلی دفعہ آواز کان میں پڑی کہ قصبہ قادیان میں امام مہدی ظاہر ہو چکا ہے۔ مگر بوجہ ملازمت کے میں نے اس طرف چنداں توجہ نہ کی اور عمر اس طرح غفلت میں گزرتی تھی۔ 1904ء میں جبکہ میں موضع دیوالی ضلع لائل پور میں بندوبست کا کام کر رہا تھا، ایک احمدی لڑکا میرے پاس کام سیکھنے کے واسطے لایا گیا۔ جس کا نام فضل الرحمان تھا۔ اس کی وجہ سے مجھے کچھ کچھ علم تو ہوا مگر میں اس وقت اس کے ساتھ نیک سلوک سے پیش نہ آیا بلکہ اس کی باتوں پر سختی سے پیش آیا کرتا۔ انہی دنوں میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مولوی صاحب موضع ستراہ سے میرے پاس آ گئے۔ جو ہر سال مجھ سے نذرانہ لے جایا کرتے تھے اور انہی کی وجہ سے میں احمدیت سے متنفر تھا اور ایک مبلغ صاحب بھی جو ادھیڑ عمر کے تھے اور ان کی حالت ظاہراً طور پر بڑی غریبانہ تھی۔ لباس بھی معمولی کھدر کا تھا، دورہ کرتے ہوئے موضع رام دیوالی میں آ گئے اور فضل الرحمان کے ساتھ بات چیت کر کے اس کے پاس بیٹھ گئے۔ افسوس مولوی صاحب کے آنے کی وجہ سے چونکہ وہ (یعنی مولوی صاحب) ان (مبلغ صاحب) سے متنفر تھے۔ میں نے کھانا بھی ان کو اچھا نہ کھلایا۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد وہ مبلغ صاحب رو رو کر اپنا حال فضل الرحمان کو سناتے تھے کہ میں فلاں موضع میں گیا، اس جگہ کے لوگوں نے مجھے دھکے مار کر گاؤں سے نکال دیا۔ فلاں موضع میں گیا، وہاں مجھے ضربات لگائی گئیں۔ غرضیکہ جس جگہ بھی جاتا ہوں اور مرزا صاحب کی تعلیم پیش کرتا ہوں لوگ میرے ساتھ بڑی بدسلوکی سے پیش آتے ہیں۔ گالیاں بھی دیتے ہیں مارتے بھی ہیں۔ مگر چونکہ مجھے تبلیغ کا حکم ہے اس واسطے دکھ سکھ اٹھا کر اپنا کام کئے جا رہا ہوں۔ اس مبلغ کی حالت اور گفتگو نے میرے دل پر بڑا اثر کیا مگر میں نے ان پر ظاہر نہ ہونے دیا۔

پھر 1906ء میں میرا رہنا ایک ماہ کے واسطے موضع تلونڈی ضلع لائل پور میں بصیغہ ملازمت ہوا۔ وہاں چوہدری نبی بخش صاحب نمبردار دیہہ بڑے مخلص احمدی تھے۔ خدا ان کو غریق رحمت کرے۔ بڑے ہی مخلص اور بااخلاص آدمی تھے۔ گاؤں والوں نے ان سے قطع تعلق کیا ہوا تھا مگر وہ بڑے صبر اور استقلال سے اپنی عمر گزارتے تھے اور جہاں بھی موقع ملتا ضرور تبلیغ کرتے۔ ان ایام میں مجھ پر ایک مقدمہ دائر تھا اور طبیعت میں بہت کچھ انکساری آ گئی تھی۔ ان کی خدمت میں عرض کی کہ مقدمہ سے خلاصی کے واسطے دعا کریں انہوں نے دعا بھی کی اور مجھے فرمایا کہ اخبار الحکم آج ہی اپنے نام جاری کرا لیویں اور حضرت اقدس کی خدمت میں بھی دعا کے واسطے تحریر کریں اور بیعت بھی کر لیویں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور مقدمہ سے خلاصی بھی اللہ تعالیٰ نے کر دی بوجہ دعا کرنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ اس موقعہ کے بعد میری زندگی میں بڑا انقلاب آ گیا۔ اخبار الحکم آنے لگ گئی۔ ہفتہ وار تازہ بتازہ وحی الٰہی پڑھنے کا موقع ملا۔ پانچوں وقت نماز ادا کرنی شروع کر دی اور عبادت میں ایسی حلاوت بھی پیدا ہو گئی مگر افسوس بوجہ غفلت پھر وہ حلاوت آج تک نصیب نہیں ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہی مولوی صاحب ستراہ والے نذرانہ لینے کے واسطے تشریف لائے۔ ان کے سامنے احمدیت کی تعلیم کی رو سے اختلافات پیش کئے گئے۔ جس کا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ مرزا صاحب کی کتابیں نہ پڑھا کرو، بے دین کر دیں گی۔ میرے جواب دینے پر کہ آپ نے دلیل تو کوئی پیش نہیں کی اور بالکل انوکھا دعویٰ کر دیا ہے، بہت تلملائے مگر چونکہ نذرانہ ابھی لینا تھا، سختی سے اور بدزبانی سے پیش نہ آئے اور فوراً نذرانہ طلب کر کے رفوچکر ہو گئے اور آج تک اس کے بعد بالکل نہیں آئے۔

سال 1906ء میں بندہ نے بذریعہ خط بیعت کی تھی اب دل میں شوق پیدا ہوا کہ خود حاضر حضور ہو کر بیعت کروں۔ چنانچہ 1907ء میں قادیان میں حاضر ہوا اور حضرت اقدس کے ہاتھ پر مسجد مبارک میں دستی بیعت کی۔ ظہر کے وقت حضرت اقدس نماز پڑھنے کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لائے بعد ازاں جلدی ہی مولوی نور الدین صاحب (خلیفہ اوّل) حاضر ہو گئے۔ مولوی صاحب نے نماز ظہر پڑھائی اور حضرت اقدس مولوی صاحب کے داہنے ہاتھ کھڑے ہو گئے اور بائیں جانب عام مقتدی تھے۔ حضرت اقدس کے داہنے جانب کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ اس سطر کی داہنی جانب خالی رہی۔ حضرت اقدس اور مولوی صاحب کے کھڑا ہونے کی جگہ پر کپڑا بچھا ہوا تھا۔ نماز فرض ادا ہونے کے بعد حضرت صاحب کھڑکی میں سے گھر تشریف لے جانے لگے تو مولوی صاحب نے ایک خط پیش کیا کہ ایک جگہ سے ایک شخص نے فتویٰ طلب کیا ہے اس کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ مضمون یہ تھا کہ ایک گلی میں جہاں کہ پہلے کسی وقت تمام مسلمانوں کے مکانات تھے ایک مسجد واقعہ ہے اب وہ تمام مکانات فروخت ہو کر ہندوؤں کے پاس جا چکے ہیں۔ صرف مسجد ہی ہے جو بالکل تھوڑی جگہ میں ہے۔ اس گلی کے ہندو اس مسجد کا اتنا روپیہ دیتے ہیں کہ اس روپیہ سے دوسری جگہ بڑی عالی شان مسجد تیار ہو سکتی ہے۔ اگر اجازت ہو تو وہ مسجد فروخت کر کے اس روپے سے اور جگہ عالیشان مسجد بنا دی جاوے؟ جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ مسجد کسی حالت میں بھی فروخت نہیں کی جانی چاہئے۔ یا کہا کہ نہیں کی جا سکتی بلکہ وہاں ہر روز بانگ دی جانی چاہئے تا کہ ہندوؤں میں تبلیغ اسلام ہوتی رہے اور ایسی جگہ میں مسجد کا ہونا سخت ضروری ہے۔ یہ فتویٰ بندہ نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے حضرت صاحب کے الفاظ اس وقت یاد نہیں رہے۔ مفہوم یاد ہے جو بیان کر دیا گیا ہے۔ حضرت اقدس کے گھر میں تشریف لے جانے کے بعد پھر میں مع اپنے ساتھیوں کے حضرت مولوی صاحب کے مطب میں چلا گیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 13 صفحہ 14،15)

آپ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے مکرم منور احمد قیصر صاحب آف باغبانپورہ لاہور نے سانحہ دار الذکر لاہور 28 مئی 2010ء میں جام شہادت نوش فرمایا، ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے ان کے پھوپھی زاد بھائی محترم منصور احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور نے اپنے نانا حضرت چودھری عبدالعزیز صاحبؓ کا بھی ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

”ہمارے آباؤ اجداد حضرت چودھری عبدالعزیز صاحب (1877ء۔1979ء) ولد مکرم نور محمد صاحب موضع رام داس ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے جنھیں سب لوگ میاں جی کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ کاروبار کے سلسلے میں گوجرہ منڈی ضلع فیصل آباد میں آباد ہوگئے جبکہ آپ کے دیگر بھائی اور افراد خانہ اپنے آبائی وطن میں ہی رہتے تھے جو قیام پاکستان کے موقع پر موضع رام داس سے ہجرت کر کے پاکستان آگئے ..... قیام پاکستان سے قبل حضرت چودھری عبدالعزیز صاحبؓ کی صرف واحد دکان ایسی تھی جس کا تعلق اہل حق سے تھا باقی سب دکانوں پر ہندو چھائے ہوئے تھے ..... آپ مالی لحاظ سے اچھے خاصے خوش حال تھے۔ آپ 40 سال سے زائد عرصہ تک گوجرہ منڈی ضلع فیصل آباد میں بطور صدر اور امامت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ حضرت چودھری عبدالعزیز صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ راقم اور ہومیو ڈاکٹر مسعود احمد صاحب چوک پرانی انار کلی لاہور کے نانا جان تھے ...... حضرت چودھری عبدالعزیز صاحبؓ نے 1906ء میں بیعت کی اور آپ 102 سال کی طویل عمر پاکر 1979ء میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ رفقاء حضرت مسیح موعودؑ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلی بیوی سے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ آپ کے دونوں بیٹے بچپن میں ہی وفات پاگئے۔ اسی طرح ابھی آپ کی دونوں بیٹیوں کی عمر 15 اور 3 سال کی تھیں کہ آپ کی بیوی مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ 1922ء میں وفات پاگئیں اس کے بعد آپ نے اپنے والد صاحب کی ہدایت پر دوسری شادی اپنی ماموں زاد سے کی جو تین کم سن بچوں کے ساتھ جوانی میں ہی بیوہ ہوگئی تھیں جس کے نتیجے میں ایک بیٹی حلیمہ بیگم صاحبہ اور ایک بیٹا مکرم شریف احمد صاحب پیدا ہوئے۔ آپ کی چاروں بیٹیاں وفات پاچکی ہیں سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ محترمہ سکینہ بی بی زوجہ غلام حسین (حویلیاں والے)، مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (1917ء۔2006ء) زوجہ مکرم بشیر احمد صاحب سنت نگر لاہور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں جبکہ باقی دو بیٹیوں محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (1920ء۔1946ء) مدفن باغبانپورہ لاہور اور مکرمہ حلیمہ بیگم صاحبہ (1930ء۔1993ء) زوجہ مکرم عبدالغفور صاحب (شالیمار کالونی ملتان روڈ لاہور) مدفن ماڈل ٹاؤن لاہور کے یادگاری کتبے بہشتی مقبرہ میں نصب ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم شریف احمد صاحب بقید حیات ہیں اور اس وقت مغل پورہ کے علاقے میں رہائش پذیر ہیں.....“ (الفضل 27 جون 2011ء صفحہ 6)

آپ کی تصویر مکرم رضوان سعید صاحب کینیڈا نے مہیا کی ہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

☆...☆...☆

## بقیہ: محترم انس احمد چوہدری شہید ...... از صفحہ 7

کھیلی جاتی ہے۔ ”بعد ازاں فرمایا ”دو تہائی انسانیت کی وفات بستر پہ ہوتی ہے، لیکن انسان بستر پہ سونا نہیں چھوڑ دیتا۔“ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد مبارک ربوہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں شرکت کے لئے دار الضیافت بیرون از ربوہ احمدی وغیر احمدی احباب سے بھرا تھا۔ تدفین مقبرہ بہشتی میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پہ مکرم ومحترم حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے دعا کروائی۔ شہید خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔ شہادت کے بعد انکی والدہ مرحومہ کو تعزیت کرنے والوں سے پتہ لگا کہ صدقہ وخیرات بھی کرتے تھے، جس کا ذکر گھر کبھی نہیں کیا تھا۔ ایک عزیزہ نے بتایا کہ جب شادی کے بعد وہ اپنے چھوٹے بچوں کے ہمراہ اپنے والدین (جو شہید کے گھر کے پاس رہتے تھے) کو ملنے ملتان آتیں تو مکرم انس احمد صاحب شہید مغرب کی نماز پر جاتے وقت ان کے گھر سے ہوتے جاتے تا ان کے بچوں کو اپنے ساتھ حلقہ کی مسجد میں نماز کے لئے لے جائیں۔ اسی طرح مسجد سے واپسی پر قریب کے ایک گھر رہنے والی احمدی خاتون کے گھر سے ہو کر آتے۔ ان خاتون کو کمر میں تکلیف تھی اس وجہ سے آپ (گرمی کے دنوں میں) ان کی چارپائی صحن میں نکال کر آتے تا انہیں تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ ایسے ہی لجنہ کی ایک ممبر نے بتایا کہ ان کے مشاہدہ میں یہ بات قابل ذکر تھی کہ شہید ہمیشہ نظریں نیچی رکھ کر گزرتے تھے۔

شہادت سے قبل شہید کے والد صاحب نے ایک خواب بہت تواتر سے دیکھا کہ گھر میں پانچ چارپائیاں ہی کافی ہیں۔ انھوں نے شہید کی والدہ صاحبہ کو (خواب کا بتائے بغیر) اکثر کہا کہ ایک چارپائی گھر پہ کام کرنے والی ملازمہ کو دیدیں جبکہ ان کی والدہ صاحبہ کی رائے تھی کہ گرمیوں میں باہر سونے کے وقت سہولت رہتی ہے، اس لئے رہنے دیا جائے۔ شہید کی وفات سے چند ہفتہ قبل جب ان کی والدہ صاحبہ اجتماع پر ربوہ گئیں، تو شہید کے والد صاحب نے ایک چارپائی نکال دی۔ کچھ عرصہ بعد ہی مکرم انس احمد چوہدری صاحب کی شہادت ہوگئی اور یہ خواب من وعن پورا ہوگیا۔ (اوران کے والدین کے حیات بچوں کی تعداد چھ سے پانچ ہوگئی۔)

محترم انس احمد چوہدری شہید کی وفات کے کچھ عرصے بعد ان کی ہمشیرہ محترمہ ڈاکٹر امۃ المجیب صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ شہید بھائی آئے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک سفید کاغذ ہے اور بہت خوشی سے بتاتے ہیں ”آج میرا اللہ میاں کے سامنے مقدمہ تھا، میں بری ہوگیا ہوں۔“ پھر کچھ دنوں کے بعد ہی ایک اور خواب دیکھا جس میں شہید کافی سارے بزرگ احباب کے ساتھ ہیں، جنھوں نے پگڑیاں پہنی ہیں۔ شہید کہتے ہیں ”اب میں ان کے ساتھ ہوتا ہوں۔“ ڈاکٹر صاحبہ ایک جاننے والے مرحوم شخص کا نام لے کر پوچھتی ہیں کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہیں؟ تو شہید جواب دیتے ہیں ”نہیں، وہ تو بہت نیچے ہیں۔“ شہادت کے چند سال کے بعد محترم انس احمد چوہدری شہید کے ماموں زاد بھائی کا انتقال ہوا۔ شہید مرحوم کی ہمشیرہ محترمہ امۃ السبوح صاحبہ نے خواب میں ان ماموں زاد بھائی کو دیکھا اور (خواب میں ہی) ان سے پوچھتی ہیں کیا وہ انس شہید سے ملے ہیں؟ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں ”نہیں، انس بھائی تو بہت اوپر ہوتے ہیں۔“ شہید کا جنازہ جب ربوہ لایا گیا تو حساب میں چندہ اضافی نکلا۔ کم عمری سے ہی اپنے خدا سے معاملہ صاف رکھنے والے نوجوان تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن ان کے درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنی مغفرت وپیار کے سایہ میں رکھے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو تم مردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں۔ لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ (البقرہ: 155)

## بقیہ: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی ...... از صفحہ 4

بھینچا اور پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَاْ۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ اس پر پھر اس نے نہایت زور سے بھینچ کر چھوڑا اور سورۃ علق کی پہلی پانچ آیتیں حضور پر نازل کیں جن کا حاصل مطلب یہ ہے۔

(1) خدا کا نام لے کر لوگوں کو قرآن مجید سنانا شروع کر (2) اسی خدا کے نام سے جس نے انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا۔ (3) تو لوگوں کو قرآن سنا۔ تیرا خدا بڑا معزز ہے۔ وہ تجھے دنیا میں عزت دے گا (4) اسی خدا کے نام سے جس نے دنیا کے لوگوں کو قلم کے ذریعہ علوم سکھائے۔ (5) خدا انسان کو وہ کچھ سکھاتا ہے جو انسان کے علم میں نہیں ہوتا۔ وہ خدا تجھے بھی قلم کے واسطہ کے بغیر تمام علوم سکھا دے گا۔ حضور ان پانچ آیات کو لے کر گھر آئے۔ آپ کا دل اور مونڈھوں کے پٹھے کانپتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ حضرت خدیجہؓ نے حضور پر کپڑا اوڑھا دیا۔ جب حضور اُٹھے تو حضرت خدیجہؓ کو تمام واقعہ سنایا اور کہا لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ یعنی اے خدیجہ! خدا تو سچے وعدوں والا ہے مگر میں اپنی طبیعت سے ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کام کو نبھا نہ سکوں۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا۔ اللہ آپ کو ہرگز شرمندہ اور ذلیل نہ کرے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ گرے پڑوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ امانت ادا کرتے ہیں۔ سچ اور حق کی باتوں میں سب کی مدد کرتے ہیں۔ بلکہ آپ وہ نیکیاں بھی کرتے ہیں جو لوگوں میں معدوم ہوچکی ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ حضورؐ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو عیسائی ہوچکا تھا اور بائیبل کا عالم تھا۔ اور اب بوڑھا اور نابینا ہوچکا تھا۔ اس نے حضورؐ سے تمام کیفیت سن کر کہا کہ آپ کے پاس وہی فرشتہ غار حرا میں آیا تھا جو موسیٰ علیہ السلام پر وحی لاتا تھا اور کہا کہ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جبکہ آپ کی قوم آپ کو یہاں سے نکال دے گی۔ آپ نے تعجب سے فرمایا کہ کیا مجھے نکال دیں گے؟ اس نے کہا جو بندۂ خدا بھی آپ کی طرح آیا اس کی قوم نے اس سے عداوت کی۔ اور اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر چند روز کے بعد ورقہ کا انتقال ہوگیا۔ (بخاری کتاب کیف بدء الوحی الیٰ رسول اللہ)

(روزنامہ الفضل قادیان 25 مارچ 1939ء)

مرسلہ: ڈاکٹر امتہ المجیب چوہدری

# محترم انس احمد چوہدری شہید

## (ابن محترم چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب مرحوم)

محترم انس احمد چوہدری صاحب شہید کی پیدائش 6 جنوری 1958 کو ملتان میں اور شہادت 3 دسمبر 1980 کو لاہور میں ہوئی۔ آپ محترم چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب مرحوم (پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ملتان چھاؤنی) اور محترمہ امتہ الحئی صاحبہ مرحومہ (صدر لجنہ اماء اللہ ملتان) کے فرزند ارجمند تھے۔

شہید انس احمد چوہدری صاحب محترم بابو اکبر علی صاحب مرحوم (آف سٹار ہوزری، قادیان) صحابی کے پوتے اور محمد بشیر چغتائی صاحب مرحوم صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔ شہید کی والدہ محترم بابو روشن دین صاحب مرحوم (بانی مدرسہ احمدیہ، سیالکوٹ) یکے از 313 اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور محترم شیخ نیاز محمد صاحب مرحوم صحابی کی نواسی تھیں۔ (محترم شیخ نیاز محمد صاحب مرحوم ڈپٹی انسپکٹر پولیس بٹالہ محمد بخش کے فرزند تھے جس کہ بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی تھی ’’محمد بخش کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس کی اولاد میرے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گی۔‘‘)

### شہید کا بچپن اور وصیت

محترم انس احمد چوہدری شہید کی والدہ محترمہ کے مطابق شہید بچپن سے ہی بہت نیک، فرمانبردار، نڈر اور ہونہار تھے۔ پیار کرنے والی شخصیت کے مالک تھے۔ طبیعت میں بہت نفاست تھی۔ چھوٹی عمر سے لباس کی صفائی کا خیال رکھتے اور یہ وصف شہید کی والدہ محترمہ کو اپنے دوسرے بچوں کے مقابلے پہ نمایاں نظر آتا تھا۔ کبھی بھی والدین کی سرزنش پر شہید نے آگے سے جواب نہیں دیا۔ ان کے والد صاحب کی بیٹوں کو تاکید تھی کہ مغرب کی نماز حلقہ کی مسجد میں پڑھنی ہے۔ ایک مرتبہ شہید وقت پہ مسجد نہ پہنچے۔ گھر واپسی پر والد صاحب کے ناراض ہونے پر کچھ دیر تو خاموشی سے ڈانٹ سنی اور پھر بے ساختہ ان کے گلے لگ گئے اور کہا ’’ابّا جان معاف کر دیں، آئندہ ایسا نہیں ہوگا‘‘۔ والد صاحب نے کہا ’’آپ کو پتہ ہے کہ میں ناراض ہو رہا ہوں‘‘۔ شہید گلے لگے رہے جب تک والد صاحب کی ناراضگی رفع نہیں ہوگئی اور انھوں نے شہید کو پیار سے گلے نہ لگالیا۔ بچپن کی دلیری کا ایک واقعہ ان کی محترمہ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں۔ جب بچے چھوٹے تھے تو گرمی کے دنوں میں شہید کے محترم والد صاحب ایک کھیل بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ پائپ سے بچوں پر پانی ڈالتے۔ سب بچے پانی سے بچنے کے لئے بھاگ جاتے سوائے انس احمد شہید کے۔ وہ دلیری سے آگے بڑھ کر والد صاحب سے پائپ چھین لینے کی کوشش کرتے رہتے حتیٰ کہ پائپ ان کے ہاتھ میں آ جاتا۔ پانچویں، چھٹی جماعت سے ربوہ میں ہونے والی سالانہ فضل عمر تعلیم القرآن و تربیتی کلاس میں شامل ہوئے۔ (اس کلاس میں عام طور پہ کالج و جامعہ ربوہ کے طلبا شریک ہوتے تھے۔) میٹرک کے امتحان کے بعد جب کلاس پر رسالہ الوصیت پڑھ کے آئے تو محترم والدین سے بات کی اور بصد اصرار فارم پر کر کے دفتر بھجوایا۔ اس وقت ان کی عمر ابھی اٹھارہ سال کی نہ ہوئی تھی۔ جب وصیت کی منظوری آئی تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ شہید کے والد صاحب کو جماعت کے ایک بزرگ نے ان کی وصیت سے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ بتایا بیان کیا کہ انھوں نے شہید سے ازراہ مذاق کہا ’’آپکے والدین موصی ہیں، اور اب بچے بھی وصیت کر رہے ہیں۔ پس آپکے والد صاحب کی یہ بڑی سی کوٹھی تو جماعت کی ہو گئی۔‘‘ شہید نے برجستہ جواب دیا، ’’انکل سودا برا نہیں، ایک کوٹھی کے بدلہ میں اللہ میاں کو اگلے جہاں میں آٹھ کوٹھیاں دینی پڑیں گی۔‘‘ (شہید کی تین بہنیں اور دو بھائی ہیں۔) اس وقت آپ کو دس روپیہ ماہانہ جیب خرچ ملتا تھا۔ اپنی قلیل جیب خرچ کی رقم سوچ سمجھ کر خرچ کرتے۔ مہینہ کے آخر پہ بھی کچھ رقم پاس ہوتی۔ ایک مرتبہ شہید کی والدہ مرحومہ نے ان کے چندے کی رسید دیکھی تو تحریک جدید کی مد میں ایک روپیہ کی ادائیگی درج تھی۔ استفسار پہ کہا ’’میں یکمشت تو چندہ ادا نہیں کرسکتا اس لئے جیب خرچ سے قسط وار ادائیگی کرتا ہوں اور سب چندے آرام سے ادا ہو جاتے ہیں۔‘‘ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صدسالہ جوبلی فنڈ کی تحریک فرمائی تو شہید نے ڈھائی ہزار روپیہ کا وعدہ لکھوایا۔ ہمشیرہ کے پوچھنے پہ کہ اتنی رقم کیسے ادا کریں گے، شہید نے جواب دیا ’’میں نے ساری عمر سٹوڈنٹ ہی تو نہیں رہنا‘‘۔ شہید کی وفات طالبعلمی کے زمانے میں ہی ہوگئی، البتہ ان کے والد صاحب مرحوم نے ان کی شہادت کے بعد وعدے کے مطابق ادائیگی کر دی۔

### انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں طالبعلمی کا زمانہ اور شہادت

1977 میں محترم انس احمد چوہدری شہید کو انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ ملا۔ اس سے قبل شہید کے بڑے بھائی محترم چوہدری انیس احمد صاحب اس یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے۔ 1974 کے فسادات کے دوران انیس احمد صاحب کو بھی شہید کرنے کی کوشش جمعیت طلباء کی تنظیم نے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بروقت اطلاع ملنے پر خیر خواہ دوستوں نے ہوسٹل کے کمرے سے خفیہ طور پہ اوپر کی منزل کے ساتھ لگی پائپ سے نیچے اتار دیا۔ مخالفین جب پہنچے تو کمرہ خالی پاکر سامان کو آگ لگا دی۔ بعد میں موقعہ ملنے پر انتہائی ظالمانہ طور پہ انیس احمد صاحب کو مارا۔ اسی ماحول میں شہید انس احمد چوہدری نے یونیورسٹی میں تعلیم شروع کی۔ اپنی دلیری اور قابلیت کی بناء پر شہید مرحوم نے یونیورسٹی میں بہت جلد ایک نمایاں مقام بنا لیا۔ یونیورسٹی میں طلباء کی دو تنظیمیں تھیں: قائد اعظم سٹوڈنٹ فیڈریشن اور اسلامی جمعیت طلباء۔ انس احمد صاحب شہید قائد اعظم فیڈریشن کے نمایاں عہدیدار تھے۔ بے خوف ہو کر علی الاعلان احمدی طلباء کی مدد کرتے اور انھیں جمعیت کی مخالفت سے بچاتے تھے۔ جمعیت کے لوگ شہید کے خون کے پیاسے تھے اور برملا دھمکیاں دیتے تھے۔ ایک مرتبہ جمعیت طلباء کا جلوس قائد اعظم سٹوڈنٹ فیڈریشن کے طلباء پہ حملہ کرنے آیا۔ شہید مرحوم انتہائی دلیری سے اکیلے جلوس کے سامنے آگئے اور زمین پہ ایک

لکیر کھینچ کر للکارا کہ اس سے آگے کوئی نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلوس مرعوب ہوکر وہیں سے مڑ کے واپس چلا گیا۔

یونیورسٹی میں (فائنل ائیر کے) امتحان سے چند ماہ قبل شہید مرحوم خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر ربوہ گئے۔ اس وقت شہید کی والدہ محترمہ (صدر لجنہ ملتان) بھی لجنہ کے اجتماع پر شرکت کے لئے ربوہ گئیں۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقریر سن کے آئے تو محترمہ والدہ صاحبہ کو بتایا کہ حضورؒ نے فرمایا ہے کہ ’’اب ہمیں جان کی قربانی دینی ہو گی‘‘ اور ساتھ ہی کہا ’’پتہ نہیں کون خوش قسمت لوگ ہونگے جو یہ قربانی دیں گے۔‘‘ اجتماع سے واپسی پر یونیورسٹی گئے تو چند ہفتہ بعد ہی 3 دسمبر (1980) جمعیت کے ظالم طلباء نے بے دردی سے گردن پہ گولی مار کے شہید کر دیا۔ قاتل سپرنٹنڈنٹ پولیس کا بیٹا تھا اور گولیاں پولیس کی موجودگی میں چلائی گئی تھیں۔ یوں محترم انس احمد چوہدری صاحب نے 22 سال کی عمر میں جام شہادت نوش کرتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم انس احمد چوہدری شہید کا جنازہ پولیس کی حفاظت میں ربوہ لایا گیا۔ 100 سے زائد غیر احمدی طلباء بس اور گاڑیوں پر جنازہ کے ہمراہ ربوہ آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان غیر احمدی طلباء کو شرف ملاقات بخشا۔ ملاقات کے وقت شہید کے والد محترم چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اور برادران چوہدری انیس احمد صاحب اور مونس احمد چوہدری صاحب بھی موجود تھے۔ اس موقع پہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا ’’یہ پندرھویں صدی کا پہلا شہید ہے، اس کے بعد اور شہادتیں ہوں گی۔‘‘

حضرت صاحبؒ نے ازراہ شفقت شہید کی فیملی (والدین، دونوں برادران اور اس وقت پاکستان میں موجود ہمشیرہ) کو شرف ملاقات بخشا اور تعزیت کرتے ہوئے انتہائی تاریخ ساز ارشادات فرمائے۔ حضور اقدسؒ نے شہید کے بھائی مونس احمد چوہدری صاحب (جو اس وقت اسی انجینئرنگ یونیورسٹی کے پہلے سال میں زیر تعلیم تھے) سے حادثہ کے پس منظر کے بارے میں دریافت فرمایا۔ مونس صاحب نے عرض کی کہ فائرنگ جمعیت کے طلباء نے کی تھی۔ اس پر حضور انورؒ نے جلال سے فرمایا: ’’جمعیت یا حکومت؟ سٹوڈنٹ یونین تو دنیا بھر کے تعلیمی اداروں میں ہوتی ہیں، مگر خون کی ہولی ہمارے ملک میں ہی

بقیہ صفحہ 6 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

## درخواستِ دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہت سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور جلد ان کی رہائی کے سامان کرے۔ اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

(ادارہ)

## جماعتی خبروں کے ریکارڈ محفوظ رکھنے والا اخبار

قارئین جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعتی خبروں اور تقاریب کی رپورٹس شائع کرتا رہا ہے۔ جن کو بعد میں مورّخِ احمدیت تاریخ کا حصہ بناتے رہے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر کے تمام جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے معزز عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں ہونے والے جماعتی فنکشنز، تقریبات، جلسوں وغیرہ کی خبریں اور رپورٹس جماعتی تاریخ کا ریکارڈ بنانے کے لیے درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ تا آئندہ نسلیں آپ اور آپ کی جماعت کی کارگزاری کو دیکھ اور پڑھ کر دعا کرسکیں۔ اس سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ کر خالق حقیقی کا شکر ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور آپ تمام کے لئے دعا کا موجب بھی ہوتا ہے۔ (رپورٹس ٹائپ شدہ ہوں اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔ info@alfazlonline.org

(ادارہ)

## اہل قلم حضرات و خواتین مضامین لکھیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقارعلی فرمایا۔ اس میں یہی سِرّ ہے کہ زمانہ جنگ وجدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 151 زیرعنوان اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے)

اس ارشاد کی تعمیل میں قارئین الفضل سے مضامین، آرٹیکلز لکھنے نیز شعراء سے منظوم کلام بھیجنے کی درخواست ہے۔ یہ موقر اخبار آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اس میں تربیتی، تعلیمی، اخلاقی، سائنسی، تاریخی، ادبی اور مختلف علوم وفنون پر مضامین لکھ کر درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ خواتین کھانا پکانے کی تراکیب اور آرٹ پر مضامین بھجوا سکتی ہیں۔ ہومیوپیتھی، یونانی طب کے حوالہ سے بھی مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ دنیا بھر کے خوبصورت مقامات کی سیر بھی کروائی جاسکتی ہے۔ ادارہ آپ کا بے حد ممنون ہوگا۔ (تمام مضامین ٹائپ شدہ اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔

info@alfazlonline.org

(ادارہ)

## قارئین کرام سے ضروری درخواست برائے اطلاعات و اعلانات

قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی یہ حسن اور خوبی رہی ہے کہ شادی، نکاح، پیدائش، کامیابی، صحت یابی یا وفات کی اطلاعات واعلانات بغرض دعا شائع کرکے دنیا بھر کے احمدی حضرات کو ایک دوسرے سے باخبر رکھتا ہے۔

اب جبکہ آن لائن ہونے سے اس کے استفادہ کا دائرہ وسعت اختیار کرکے دنیا بھر میں پھیل چکا ہے اور یوں دعا کا فیض بھی تمام دنیا میں بسنے والے احمدی حضرات سے ملنا شروع ہوگیا ہے۔ اس لئے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ شادی بیاہ، نکاح، پیدائش، کامیابی کے علاوہ بیمار عزیزوں کی صحت یابی یا وفات کے اعلانات بھجوائیں۔ اگر نکاح، نمایاں کامیابی یا وفات کی اطلاع کے ساتھ میل حضرات کی تصویر بھی بھجوائیں تو ادارہ ممنون ہوگا نیز پیدائش پر New born baby اور تکمیل قرآن پر بچوں کی فوٹوز بھی اعلانات کے ساتھ درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ اپنی آراء سے بھی ادارہ کو آگاہ کریں تا ان کی روشنی میں اخبار کو آپ کے لئے بہتر بنایا جاسکے۔ (تمام اعلانات ورڈ فارمیٹ اور ٹائپ شدہ ہوں)۔

info@alfazlonline.org

روزنامہ الفضل اور تمام اراکین عملہ کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

| 19 نومبر 2020ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 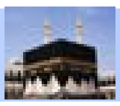 | 05:14 | 17:38 |
| مدینہ منورہ | 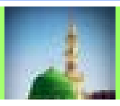 | 05:19 | 17:34 |
| قادیان | 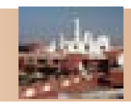 | 05:36 | 17:27 |
| ربوہ | | 05:15 | 17:07 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 05:58 | 16:09 |